Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

محمد اکرم شاد❁
ڈاکٹر روبینہ یاسمین❁❁
ڈاکٹر بشریٰ علم دین❁❁❁

غلام عباس کے ناولٹ ”دھنک“ میں مذہبی پس ماندگی اور جدیدیت کے لیے جدوجہد: نصف صدی قبل کے پاکستان میں طاقت، سائنس اور جدت کا سماجی تقابلی مطالعہ

Religious Backwardness and the Struggle for Modernity in Ghulam Abbas's Novelette *Dhanak*: A Social Comparative Study of Power, Science, and Innovation in Pakistan Half a Century Ago

By *Muhammad Akram Shad, Lecturer, Dept. of Urdu, Virtual University of Pakistan, Patoki Campus*

Dr. Rubina Yasmeen, Asst. Prof., Dept. of Urdu, Sarhad University of Science & Information Technology, Peshawar

Dr. Bushra Ilm din, Asst. Prof., Dept. of Urdu, Rifah International University, Faisalabad Campus

Abstracts

This research article analyses Ghulam Abbas's novella *Dhanak* from various perspectives. Specifically, it examines

---

❁ لیکچرار، شعبۂ اردو، ورچوئل یونی ورسٹی آف پاکستان، پتوکی کیمپس
❁❁ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، سرحد یونی ورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور
❁❁❁ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، رفاہ انٹرنیشنل یونی ورسٹی، فیصل آباد کیمپس

how *Dhanak* portrays the religious backwardness in Pakistan half a century ago and emphasizes the exploitation of Islam by religious leaders for their own power. The novella highlights Pakistan's scientific progress while also depicting the leaders' mistrust and discouragement of innovation. Once, under governmental control, these leaders ultimately devastate the country's development. This study employs comparative literary analysis to explore themes such as religious regression, the struggle for modernity, and the impact of political power on social progress. By conducting literary reviews, textual analyses, and considering historical contexts, this research identifies parallels between the socio-political conditions of mid-20th century Pakistan and contemporary issues. The comparative analysis draws on current academic articles and sociological studies to underscore the persistent challenges in balancing tradition with modernity. The findings reveal that the themes of *Dhanak* remain relevant to our present society, reflecting the enduring struggle between progressive ideals and conservative forces in Pakistan. This study helps to understand how historical literary works can shed light on contemporary societal issues, offering a comprehensive perspective on the ongoing tension between innovation and tradition in Pakistan's socio-political landscape.

Keywords: Ghulam Abbas, *Dhanak*, Pakistan, religious backwardness, exploitation of Islam, religious leaders, scientific progress, innovation, governmental control, development, comparative literary analysis, religious regression, modernity, socio-political conditions, traditions vs. modernity.

تعارف

الگ الگ رنگ بجائے خود کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ لیکن جب یہی رنگ یکجا ہو جاتے ہیں تو دیکھو کیسی خوب صورت دھنک بن جاتی ہے۔

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
❄
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

غلام عباس (۱۹۰۹-۱۹۸۲ء) کا ناولٹ "دھنک" ۱۹۶۰ کی دہائی کے پاکستان کے چار قسم کے حالات کی خاص طور پر عکاسی کرتا ہے یعنی معاشرتی، سیاسی، مذہبی اور استقبالی حالات۔ انھوں نے اس ناولٹ میں جس ترتیب کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے وہ یہ ہے کہ ہم بحیثیت قوم سماجی طور پر کیسے ہیں؟ سیاست ہمارے معاشرے پر اور معاشرہ ہماری سیاست پر کیسے اثر انداز ہوتے ہیں؟ مذہبی اعتبار سے ہمیں کیسے استعمال کیا جاتا ہے اور ہم کس قدر راسخ العقیدہ ہیں؟ اور مستقبل کے بارے میں ہماری سوچ کتنی دور تک جا سکتی ہے؟ اب اگر اسی سوچ اور ترتیب کو معکوسی ترتیب میں لے آئیں تو وہ کچھ یوں ہوگی کہ ہم مستقبل کو اپنے مذہب کے ساتھ جوڑ کر سیاست پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ایک مخصوص معاشرہ ڈیزائن کر بیٹھتے ہیں۔ اس ناولٹ کا یہی کمال ہے کہ اسے جس ترتیب سے بھی سمجھیں گے، درست ہی رہے گا۔ اس ناولٹ میں ہمارے ملاوں نے عوامی و حکومتی طاقت و اختیار کے حصول کے لیے جو مذہب کارڈ کھیلا اور جدت کو بدعت و کفر بنا کر پیش کیا اس کی بھی تصویر کشی کی گئی ہے۔ اگرچہ غلام عباس کے تخیل اور آج میں بہت زیادہ تبدیلی دیکھنے کو نہیں ملے گی تاہم یہ ناولٹ غلام عباس کا وہ آئینہ تاریخ نما ہے جس میں آج ہم ۱۹۶۰ کی دہائی اور اس سے پہلے کے پاکستان بلکہ برِصغیر تک کے مُلا اور مسلمان کو دیکھ سکتے ہیں۔ اس ناولٹ میں غلام عباس کی طرف سے عصری تاریخ کے تذبذب اور اضطراب انگیزی کو کسی تاریخ دان سے بھی بہتر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

کچھ غلام عباس کے بارے میں

غلام عباس اردو ادب کے وہ صاحبِ طرز و اسلوب افسانہ نگار ہیں جنھوں نے افسانے کے معیار پر کوئی سمجھوتا نہیں کیا لہٰذا دیگر افسانہ نگاروں کی نسبت کم تخلیقات ہونے کے باوجود بہترین افسانہ نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ ۱۹۰۹ میں متحدہ ہندوستان ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ گو کہ ان کا لکھنے کا شوق فطری تھا اور اسکول کی زندگی میں ہی لکھنا شروع ہو گئے تھے مگر ادبی زندگی کا آغاز اٹھارہ بیس سال کی عمر میں دیگر زبانوں کے افسانوں کے تراجم سے کیا۔ ادبی رسالوں میں لکھتے رہے اور ادارت بھی کرتے رہے۔ ریڈیو میں بھی ملازمت کرتے رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد مستقل طور پر پاکستان آ گئے۔ ان کا تحریری سرمایہ صرف چار افسانوی مجموعے، تین ناولٹ، کچھ تراجم اور تھوڑا سا بچوں کا ادب ہے مگر یہ سرمایہ سونا نہیں کُندن ہے۔ ناولٹ 'دھنک' ۱۹۶۷ میں لکھا

گیا اور ۱۹۶۹ میں سب سے پہلے کراچی سے شائع ہوا۔ موسیقی اور شطرنج بہت پسند کرتے تھے۔ احمد شاہ پطرس بخاری ایسے نابغۂ روزگار بھی ان کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے اور انھیں دوست رکھتے تھے۔ ان کا انتقال ۱۹۸۶ میں ہوا۔

ناولٹ کیا ہے؟

جہاں تک ناولٹ لفظ کا تعلق ہے، یہ انگریزی زبان کا لفظ ہے، ادب میں یہ ایک نثری ادب کی اصطلاح ہے جو مختصر اور چھوٹے ناول کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ ناولٹ کو سمجھنے کے لیے مختلف معانی و تعریفات کو اکٹھا کیا گیا ہے:

> ناولٹ، افسانے اور ناول کی درمیانی کڑی ہے۔ زندگی کے حقیقی منظر کو بے اختیار اور بے لاگ مگر تخلیقی بیان دینا ناولٹ کی ذمے داری ہے۔[۱]

> چھوٹا ناول، ناولچہ[۲]

> ناولٹ زندگی یا سماج کے کسی اہم مسئلے اور اس کے خاص پہلوؤں کا مختصراً جائزہ لیتا ہے جس کی اپنی ایک الگ تنظیم ہوتی ہے جو ناول سے قدرے مختصر مگر طویل افسانے سے زیادہ طویل اور تفصیلی ہوتا ہے۔[۳]

یہاں تک یہی معلوم ہوتا ہے کہ ناولٹ افسانے اور ناول سے ملتی جلتی صنف ہے جو افسانے سے طویل اور ناول سے مختصر ہوتی ہے۔ بہرحال ناولٹ ایک الگ صنف ادب ہے کیوں کہ ناقدین کے مطابق بھی اس کی تکنیک دیگر اصناف سے مختلف ہے اور ہیئت میں بھی منفرد ہے خواہ کہانی ناول، ناولٹ اور افسانے میں مشترک ہے۔ اس کی تخلیق سے کہانی میں ایک خاص جدت پیدا ہوئی ہے بلکہ ناولٹ نے ناول نگاری کے فن کو مزید ترقی دی ہے اور اگر ناول اور ناولٹ کی تکنیک کے فرق کو دیکھا جائے تو فرق صرف کینوس کا ہے یعنی ناولٹ کی کہانی ناول کی نسبت سادہ زندگی سے ہوتی ہے، اس کا پلاٹ بھی سادہ ہوتا ہے۔ منظر کشی پر بھی زیادہ زور نہیں دیا جاتا اور مکالمہ نگاری سے بھی احتراز ہی برتا جاتا ہے تاہم ناولٹ زندگی کے کسی خاص نظریے کا ترجمان ضرور ہوتا ہے۔

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025 ❄ ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

غلام عباس کا ناولٹ "دھنک"

ہے کس کی یہ جرأت کہ مسلمان کو ٹوکے   حریتِ افکار کی نعمت ہے خداداد
قرآن کو بازیچۂ تاویل بنا کر   چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد[۴]

زینب عباس زوجہ غلام عباس ۱۹۶۳ میں ایک اسکول چلاتی تھیں جس میں مصوری اور موسیقی سکھائی جاتی تھی۔ اس اسکول کی مخالفت کرنے اور دھمکیاں دینے والے ہی اس کہانی کا سبب بنے۔ 'دھنک' کی وجہِ تخلیق کے بارے میں سویامانے یاسر نے ستار طاہر کے ایک مضمون کے حوالے سے نقل کیا ہے:

> یہ واقعہ مجھے مرحوم غلام عباس نے خود سنایا تھا کہ جب اس اسکول میں موسیقی اور مصوری کی کلاسیں شروع ہوئیں تو مختلف مذہبی فرقوں سے تعلق رکھنے والے بعض حضرات نے اس کے خلاف تحریک چلائی، دھمکیاں دیں اور فتوے صادر فرمائے۔[۵]

بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو غلام عباس کے افسانوں میں جو جذبہ اساسی طور پر کارفرما ہے وہ انسان کا تسلیم خم کرنا ہے۔ مذہب اور مذہب کی موجودہ حیثیت پر بہت سوں نے لکھا، علامہ اقبال کے دو اشعار بھی ان کی نظم آزادی سے بالا سطور میں درج ہیں۔ غلام عباس کی نظر ان سب پر تھی۔ انھوں نے پاکستان کے مسلمان معاشرے کی مذہبی تصویر کو گرد جھاڑ کر ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ ہمارا المیہ ہے کہ ہم خود فریبی میں مبتلا ہو کر اپنے لیے رنج و آلام کا محل تعمیر کرتے ہیں اور اس میں تالا لگا کر بیٹھ رہتے ہیں۔ بعض اوقات ہم حقائق کا سامنا نہیں کرنا چاہ رہے ہوتے اور بعض اوقات حقائق کو تسلیم کرنے کی بجائے اپنی تاویلیں نکالنا شروع کر دیتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے:

> اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ ڈالو تو کہتے ہیں، ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ دیکھو یہ بلاشبہ مفسد ہیں، لیکن خبر نہیں رکھتے۔[۶]

ہمارے سماج میں مُلا کا مقام جو کبھی عزت و وقار اور علم و عمل کے اعزاز کے طور پر دیکھا جاتا تھا وہی مقام مذہبی پستی کے طور پر متعین کیا جانے لگا اور اس کے ذمے دار خود مذہب کے نام نہاد مُلا ہیں۔ جو واقعات غلام عباس نے مُلاؤں کی نسبت سے ادبی تاریخ کے طور پر لکھے اور جو صرف فکشن ہیں وہ واقعات تاریخ میں بھی ہوتے تھے اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ آج بھی مختلف فرقوں کے علما نے لوگوں کو گروہوں میں تقسیم کیا ہوا ہے، آج بھی وہی

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

جلسے جلوس ہو رہے ہیں، وہی فتوے لگائے جارہے ہیں اور حکومتوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کیے جارہے ہیں بلکہ غلام عباس کی نظر یقیناً آٹھ سو سال قبل کے سانحہ سقوطِ بغداد اور اس کی وجوہات پر تھی تبھی تو انھوں نے وہی کلائمیکس پیش کیا جو ۱۲۵۸ میں بغداد میں ہوا تھا اور مسلمان علما تب بھی مناظروں میں مشغول تھے، غیر ضروری باتوں پر ہنگامہ آرائیاں برپا تھیں اور ایک دوسرے پر الزامات اور کفر و الحاد کے فتوے لگا رہے تھے جب منگول ان کے وطن کو وادیِ جہنم میں تبدیل کر رہے تھے اور خود اہلِ بغداد پر قیامت ڈھا رہے تھے۔

مذہبی پسماندگی اور جدیدیت کے لیے جدوجہد

ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ جب کسی معاشرے کے کسی خاص طبقے کو اچھا یا بُرا کہا جاتا ہے تو ضروری نہیں کہ اس کا مطلب ہو کہ وہ تمام کا تمام طبقہ اور اس طبقے سے متعلق ہر ایک فرد اچھا یا برا ہے بلکہ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس طبقے کی اکثریت ایسی ہے۔ زیرِ تحقیق ناولٹ میں ملاؤں کی دین کے معاملے میں جو شدت پسندی ظاہر کی جارہی ہے، یہ اکثر ملاؤں کی ہے۔ جدت پسندی کے خلاف قدامت پسندی کی یہ جنگ کسی ایک دور کا المیہ نہیں بلکہ ہر دور کا المیہ ہے۔ اللہ جل شانہ قرآن میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی مثال دینے سے شرماتا تو نہیں، بلکہ اس کا مقصد تو اپنے بندوں کو سمجھانا ہے خواہ وہ مچھر ہی کی مثال کیوں نہ ہو اور کفار ہیں کہ ان مثالوں پر بھی تنقید و اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ تبھی تو اللہ فرماتا ہے کہ یضِلُ بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا کہ وہ اس قرآن سے ہی کثرت کو گمراہی دے دیتا ہے اور کثرت کو ہدایت ہاں مگر گمراہی انھی کو ملتی ہے جو فاسق ہوتے ہیں۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ کو عرب کے فصیح و بلیغ لوگوں نے بھی کہا تھا کہ آپ کوئی نیا دین اور نیا کلام لے کر آگئے ہیں اور ہمارے باپ دادا کے دین کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کلام بھی اس پر دال ہے:

> اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب خدا نے نازل فرمائی ہے اس کی اور رسول اللہ کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے وہی ہمیں کافی ہے خواہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔[۷]

یہاں بھی گمراہی ہے، فسق ہے اور طلبِ دنیا ہے، ورنہ جو دین پر درست طریقے سے عمل کرتے اور اسلام کے سچے پیرو ہیں وہ ہمارے سر کا تاج ہیں۔ اپنے ناولٹ دھنک میں غلام عباس نے مذہبی پسماندگی اور بے جا

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

قدامت پسندی پر قلم اٹھانے کی وجہ بھی بیان کی ہے کہ وہ خود کسی خاص مذہبی مکتبِ فکر سے منسلک ہیں نہ ان کا ہدف کوئی خاص جماعت ہے بلکہ وہ علامہ اقبال کی طرح ملّتِ اسلامیہ کے ایک فرد ہیں اور فرقہ بندی اور نا اتفاقی کے سنگین نتائج سے ڈرتے ہوئے ملتِ اسلامیہ کو سمجھانے کے لیے اس تحریر کو پیش کر رہے ہیں۔

غلام عباس کے ناولٹ "دھنک" میں، مذہبی پس ماندگی اور حکومت کی طرف سے جدت کے لیے کی جانے والی جدوجہد کو نہایت مہارت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس ناولٹ میں کرداروں اور واقعات کے ذریعے معاشرتی اور سیاسی کش مکش کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

مذہب کا مقام اور استعمال

یہ افسانوی نثر ہمارے نام نہاد مذہبی رہنماوں کی تصاویر کا اصلی البم ہے جس نے الفاظ کا محض لبادہ اوڑھا ہے ورنہ ہمارے بیسویں صدی کے معاشرے کی ہر تصویر اپنے فکری و تہذیبی تمام زاویوں کے ساتھ موجود ہے۔ مملکتِ خداداد پاکستان نئی ریاست ہونے کے باوجود ترقی کی منازل طے کر رہی ہے اور تسخیرِ کائنات میں چاند تک رسائی حاصل کر چکی ہے مگر اسے نہ صرف کفر، اللہ جل شانہ کی ذات میں گستاخی، امر واجب القتل اور موجبِ غضبِ الٰہی قرار دیا جاتا ہے بلکہ انھیں مشیتِ ایزدی کے قائم کردہ اسرار کہ کر آئندہ کے لیے بھی تحقیق کے رستے بند کیے جاتے ہیں:

> یہ صریح کفر ہے کہ جن اشیا پر مشیتِ ایزدی نے اسرار و رموز کے حجاب ڈال رکھے ہیں انھیں سائنس اور نام نہاد ترقی کے نام پر بے نقاب کیا جائے۔[۸]
>
> ہماری حکومت جو مغرب کی پیروی میں لادینیت کا شکار ہو گئی ہے اپنی اس کامیابی پر پھولی نہیں سماتی حالانکہ کہ سخت کافرانہ و ملحدانہ فعل ہے جس کا مرتکب شریعت کی رو سے واجب القتل ہے۔[۹]

ایک نئے ملک میں ایک کامیابی حاصل کی گئی مگر اس کے ساتھ ہی اسے کفریہ حرکت قرار دیا گیا، لوگوں کو مختلف فتوے سنا سنا کر سڑکوں پر نکالا گیا، ملکی معیشت تباہ کی گئی، نظامِ حکومت کے خلاف ایک ملک گیر تحریک کا آغاز کر دیا گیا اور اس مملکتِ خداداد میں انتشار پھیلایا گیا۔ اسلام کے نام پر کروائے گے پر تشدد ہنگاموں نے بہت

سوں کی جانیں لے لیں، املاک کو نقصان پہنچایا گیا اور اپنی طاقت دکھا کر کھلی بغاوت کا اعلان کیا گیا اور ایک جلسے میں تو کہا گیا:

ہم اللہ کے سپاہی ہیں۔ حکومت نے ہم کو سمجھا کیا ہے۔ وہ ہماری طاقت سے بے خبر ہے۔ اگر ہم نہ ہوں تو کہیں شادی بیاہ ہو، نہ میت کی تجہیز و تکفین عمل میں آئے۔[۲۴]

بعد ازاں و بعد فساد فی الارض حکومت سے استعفا لیا گیا اور اسلام کے نام پر ملاوں کی حکومت قائم کر لی گئی۔ ان کے ہاں گویا اسلام کا مقام یہی تھا کہ اسے انتشار پھیلانے، عوام کو جذباتی کرنے اور آخر بلوے کروانے کے لیے استعمال کیا جائے۔ یعنی طاقت اور حکومت کے لیے دین کو استعمال کیا گیا اور اس دین کا استعمال قریباً یہیں تک تھا کیوں کہ حکومت ہتھیانے سے پہلے پہلے تک ہی ملاؤں میں اتحاد اور ایکا تھا جوں ہی ملک کی باگ ڈور کسی ایک مذہبی گروہ کے ہاتھ آئی وہ اتحاد بھی پارہ پارہ ہو گیا، ولا تفرقوا کے حاملین اب لا کے بغیر حکومت کرنے کے خواہاں تھے جس کے لیے قتلِ عام ہوا، ملاؤں کے ایک دوسرے کے خلاف فتاویٰ شروع ہوئے، جو شرعِ متین کے دعاوی تقوی سے شروع کیے گئے تھے وہ فتویٰ پر ختم ہوئے۔ القصاص، القصاص کے صرف نعرے ہی نہ تھے بلکہ بے گناہوں کا خون اس بربریت کا منھ بولتا ثبوت تھا جو مذہب کے نام پر کی گئی، اتحاد و یگانگت کا گلا گھونٹتی وہ آوازیں "لینا ان پلید سرخوں کو" اور "مارو ان ناپاک سبزوں کو" ان ملاوں کی مخلصانہ دین پر عمل پیرائی کا بھانڈا پھوڑ چکی تھیں، مساجد کی بے حرمتی ہوئی اور خواتین کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا گیا، اور یوں مذہبی سیاست فرقہ وارانہ سیاست اور حقیقی قتل و غارت اور بے دینی سے ہوتی ہوئی غلامی میں تبدیل ہوتی گئی۔ لیکن اس ذلت سے پہلے پہلے اسلام ہی کے نام پر اعلیٰ تعلیم کی راہیں مسدود کر دی گئیں، تعلیمِ نسواں محض امورِ خانہ داری تک محدود کر دی گئی، جدید علاج موقوف ہوا، سائنسی ایجادات کے استعمال پر پابندیاں لگائی گئیں، کاروبار کو محدود کر دیا گیا اور زبان و ادب کی تخلیق پر کڑی شرائط عائد کر دی گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک وجودِ آزادی اور ہر خیر سے خالی ہو گیا اور غیروں نے اپنا تسلط جما لیا۔

جدیدیت اور حکومتی جد و جہد

جہاں سماجی ناہمواری ہوتی ہے وہاں کچھ ہاتھ حکومت کا بھی ہوتا ہے۔ غلام عباس نے اپنے ناولٹ کو تاریخ کا ایک بیانیہ بنا دیا ہے جو افسانہ ہو کر بھی فی زمانہ حقیقت کو شرما رہا ہے۔ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس ناولٹ کا

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
❄
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

مسودہ لکھا تو ۱۹۶۷ میں گیا تھا مگر اسے شائع دو سال بعد یعنی ۱۹۶۹ میں کیا گیا۔ اگرچہ غلام عباس نے اس میں اس ملک کی سیاسی اور سماجی حالت کو عمدگی سے پیش کیا ہے مگر جو امور انھوں نے اس میں پیش کیے تھے جن میں پست ذہنیت خاص طور پر قابلِ ذکر ہے، خود بھی اس کا شکار ہو سکتے تھے۔ بلکہ ادبا تک نے غلام عباس کو تنقید کا نشانہ بنایا لیکن خیر بعد میں اس ناولٹ کی اشاعت کے بارے میں باتیں واضح ہو گئیں:

> غلام عباس کا ''دھنک'' جب حلقہ اربابِ ذوق (لاہور) میں پڑھا گیا تو وہاں ہنگامہ سا ہو اٹھا۔ اس وقت اس سلسلے کا ایک اخباری مضمون ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب کے فائلوں میں محفوظ تھا۔ اس سے ''دھنک'' کی اشاعت کے بارے میں بعض باتیں واضح ہوئیں۔[۱۱]

حکومتیں اپنے ایجنڈے کے مطابق حتی الامکان صحت و تعلیم، صنعت و حرفت، ترقی و خوش حالی، ادب و ثقافت، سائنس اور دیگر علوم وغیرہ میں عوام کو سہولیات بہم پہنچانے کے لیے اقدام لیتی ہیں۔ اس ناولٹ میں بھی کچھ کردار ایسے ہیں جو جدت اور ملکی سائنسی ترقی کو پسند کرتے ہیں۔ یہ وہ کردار ہیں جو معاشرے کی مجموعی ترقی، ملک کی اچھی ساکھ اور عوام کو نئی ایجادات اور ان کے فوائد و استعمال سے روشناس کروانا چاہتے ہیں۔ ان میں حکومتی ارکان، پاکستانی دانشور اور سائنس دان، سرکاری ادارے اور کیپٹن آدم خان وغیرہ شامل ہیں۔ یعنی جہاں شدت پسند اور قدامت پسند مُلا حضرات موجود ہیں وہیں جدت پسند کردار اور حکومتی اصلاحات پسند بھی موجود ہیں لیکن نام نہاد علما و مشائخ جو علما و مشائخِ حق کا مرتبہ بھی گرا دیتے ہیں، وہ لوگوں کی تربیت ہی ان خطوط پر کرتے ہیں کہ جب چاہیں انھیں جذباتی کر ڈالیں اور جب چاہیں ان کی سوچ کو بدل کر اپنے لیے استعمال کر لیں:

> ہر مسلمان معاشرے میں ایک طبقہ علما و مشائخ کا بھی ہے، جس سے مسلمان عوام خاصا تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے اندر شعائرِ اسلام کے احترام اور ثقافتی امور میں اسلامی آداب کی پابندی زیادہ تر انھی علما و مشائخ کی تربیت کا نتیجہ ہے۔[۱۲]

پوری دنیا سے سفیر پاکستان کی ترقی کو دیکھنے کے لیے اکہتر منزلہ ہوٹل موہنجو ڈارو کی آخری چھت پر منعقدہ ایک پروقار سرکاری تقریب میں موجود ہیں اور پھر اس کے شاہد ہیں کہ پاکستان نے چاند کو تسخیر کر لیا۔ پاکستانی خلاباز آدم خان چاند پر پاکستان کا قومی پرچم نصب کر کے اس کامیابی کا مقصد بھی واضح کرتا ہے:

> پرچم گاڑنے کے مقدس فریضے سے فارغ ہو کر میں نے سب سے پہلے اس کے سائے میں اس خدائے لم یزل کے حضور نماز شکرانہ ادا کی جس کے فضل و کرم سے آج ہمارے ملک

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

نے اپنا صحیح مقام پا لیا ہے۔ اور اب وہ دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور طاقت ور ممالک کی صف میں شامل ہو گیا ہے۔ پاکستان پائندہ باد![۱۳]

مگر ملاؤں نے اس جدت کو بدعت کا نام دیا اور عوام کو اسلام کے نام پر گمراہ کر کے ہر ترقی کو بھی اس کی راہ سے گم کر دیا۔ پوری دنیا جس کامیابی پر اربابِ حکومت کو مبارک باد پیش کر رہی ہے اور وطنِ عزیز کے دانش وروں کو حیرت و حسرت کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے، ملاوں نے ان پر کفر کا فتویٰ لگا کر واجب القتل قرار دے رکھا ہے۔ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ملاؤں کی ایسی فرقہ واریت اور جدیدیت سے نفرت نہ صرف مذہبی پسماندگی کا سبب بنتی ہے بلکہ عوام کی زندگی کو بھی محدود و محال بنا دیتی ہے۔

نتائج

مذہب کے نام پر منافرت، منافقت، فسادات اور طبقاتی تقسیم کل بھی ہمارا بنیادی مسئلہ تھا اور آج بھی ہے۔ پاکستان عالمِ اسلام میں ایک اہم ملک اور ایٹمی طاقت ہے مگر آج بھی مذہبی انتہا پسندی، سیاسی عدم استحکام، دہشت گردی اور جہالت و افلاس کی غلام گردش سے باہر نہیں نکل سکا۔ غلام عباس نے اپنے ناولٹ ''دھنک'' میں نصف صدی سے بھی زائد عرصہ قبل امیرِ مملکت کی ٹارگٹ کلنگ کا جو اشارہ کیا تھا وہ آج تک موجود ہے۔ پاکستان کے پہلے وزیرِاعظم لیاقت علی خان کی شہادت (۱۹۵۱ء) دیکھ لیں یا پانچویں وزیرِاعظم حسین شہید سہروردی کو دیکھ لیں جن کی موت (۱۹۶۳ء) بیروت میں ہوئی اور آج تک پر اسراریت کی نظر ہے۔ ماضی قریب میں بے نظیر بھٹو کی شہادت (۲۰۰۷) بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ امیرِ مملکت کو قتل کر کے وطنِ عزیز میں لاشوں کا کاروبار تاحال بند نہیں ہوا۔ ذیل سطور میں ملاحظہ فرمائیں اور خود موازنہ کریں کہ ہمارے معاشرے میں کیا بدلا اور کیا نہیں؟ غلام عباس نے اپنی تحریر فکشن سے شروع کی، سائنس فکشن میں تبدیل کی اور مستقبل کے ساتھ جوڑ دی ہے:

۱۔ مذہب کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا اور اپنے مسلک کے علاوہ دیگر کو کافر یا مشرک کہنا۔
۲۔ جدت، تعلیمِ نسواں اور جدیدیت کو غیر شرعی قرار دے کر اسے مغرب زدہ قرار دینا۔
۳۔ مسالک کے مابین عداوت اور عدم برداشت کا ماحول رہنا اور قتال تک کرنا۔
۴۔ غیر ذمے داری کا ثبوت دیتے ہوئے جذباتی تقاریر کا سہارا لینا اور فساد فی الارض کے شرعی جواز ڈھونڈنا۔

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

۵۔ حکومت اور دیگر مسالک کے خلاف ہتک آمیز لٹریچر کی اشاعت کرتے رہنا اور عوام کو فروعی مسائل سے نہ نکلنے دینا۔

ان نتائج کے پیشِ نظر اس ناولٹ کا مرکزی موضوع ایک کشمکش اور تصادم ہے جو مذہبی جہالت و پس ماندگی اور حکومت و جدت کے درمیان واقع ہوا ہے۔ یہ تصادم مذہبی، سماجی اور سیاسی کش مکش اور مخمصے کی تصویر کشی کرتا ہے۔ لیکن ہجوم کا رخ جس طرف ہوگا وہی پلڑا بھاری ہوگا پھر خواہ ملک ہی ہاتھ سے کیوں نہ چھن جائے جیسا کہ ناولٹ میں ہوا کہ اسلام کی تعلیمات کو پرکھے بغیر جب سنی سنائی باتوں پر جذباتی ہو کر اوروں کے پیچھے چلیں گے تو انجام اندھے کنویں میں گرنا ہی ہے۔ جو مذہبی پسماندگی کے زیرِ اثر رہتے ہیں وہ جہالت اور غلامی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ عوام معاشرے میں بڑی سے بڑی تبدیلی لا سکتے ہیں اور اس موضوع کو غلام عباس نے بڑی باریکی سے بیان کیا ہے۔ ہمارا ادب تو ہمیں مسالک سے بالاتر ہو کر انسانیت سے محبت کا اسلامی پیغام سال ہا سال سے دے رہا ہے:

> یہ تمام ناول فرقہ واریت کے مسائل کے پس منظر میں خاموشی سے یہی پیغام دیتے ہیں کہ آدمی کسی بھی مذہب کا ہو اس سے محبت کرنا چاہیے اور ملک کے ہر طبقے کے افراد کے درمیان آپسی محبت و قربت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب فرقہ واریت کا زہر تمام فرقوں کے لوگوں کے ذہنوں سے نکل جائے۔[۱۴]

غلام عباس نے تو اپنا کام بروقت کر دیا اور پیش کردہ مسائل کے پس منظر میں اپنا پیغام بھی ہم تک پہنچا دیا اب ہماری باری ہے۔ ہمیں مذہبی اور طبقاتی تقسیم سے باہر نکلنا ہوگا۔ ہمارے علمائے دین کو متحد ہونا ہوگا۔ سیاست اور مذہب کو اتفاق سے چلنا ہوگا کیوں کہ راہِ نجات صرف اتحاد میں ہے۔ ''دھنک'' نے ہم سے یہی تقاضا تو کیا ہے:

۱۔ دین کو سیاست اور سیاست کو دین سے الگ نہ کیا جائے۔
۲۔ جدت و ایجادات کی راہیں مسدود نہ کی جائیں، نہ اعلیٰ تعلیم میں صنفی تفریق لائی جائے۔
۳۔ جدید تعلیم و ہنر سے تسخیر کائنات کی جائے اور افلاس کا بھی سدِباب کیا جائے۔
۴۔ خانہ جنگی، بغاوت اور مسلکی منافرت کو حرام قرار دے کر، ایک ہو کر وطنِ عزیز کو ناقابلِ شکست بنایا جائے۔
۵۔ دین کا علم حاصل کیا جائے اور برداشت کی فضا کو فروغ دیا جائے۔

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

بصورتِ دیگر جو ہو گا اس کا نقشہ غلام عباس پیش کر چکے ہیں:

سڑکوں پر ہزاروں لاشیں بے گور و کفن پڑی نظر آنے لگیں۔[۱۵]

جہاں تک "دھنک" کے کرداروں کی دنیا کو دیکھنے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ غلام عباس کے دیگر افسانوں کے کئی کرداروں کی طرح یہاں بھی فراریت کے عناصر موجود ہیں۔ ان کے اسی ناولٹ میں ایک اہم کردار جواب ملک کے امیر ہیں، انھوں نے صرف چار الفاظ کہ " کاش قاتل پکڑا جاتا" کہہ کر ہی راہِ فرار اختیار کر لی:

> امیر نے جو اپنے ہی خیالوں میں کھوئے ہوئے تھے اور اس گفتگو سے بے تعلق معلوم ہوتے تھے، ایک آہ سرد بھری اور کہا: " کاش قاتل پکڑا جاتا!"[۱۶]

غلام عباس کے ناولٹ "دھنک" میں مذہبی و سماجی فراریت کے عناصر

ادب میں فراریت ایک ایسا تصور ہے جو فرد کی معاشرتی، نفسیاتی، یا فکری کیفیت کی عکاسی کرتا ہے، جہاں وہ حقیقت سے منہ موڑ کر کسی خیالی یا مثالی دنیا میں پناہ لیتا ہے۔ غلام عباس کے ناولٹ دھنک میں یہ رجحان نہایت گہرائی سے نمایاں ہوتا ہے، جو فرد کے نفسیاتی بحران، معاشرتی جبر، اور سیاسی تناظر میں اس کے ردعمل کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

فراریت کی اصطلاح اس رویے کے لیے استعمال کی جاتی ہے جس میں فرد اپنی تلخ حقیقتوں سے فرار اختیار کر کے خیالی دنیا میں سکون تلاش کرتا ہے۔ یہ نفسیاتی دفاعی میکانزم بھی ہو سکتا ہے اور کبھی کبھار ایک معاشرتی یا سیاسی عمل بھی۔ غلام عباس کے افسانوی ادب میں فراریت کا رجحان واضح طور پر موجود ہے، خاص طور پر دھنک میں اس کا کردار اور اظہار انتہائی منفرد ہے۔

ماضی میں بھی "فراریت" کا تصور زندگی کی پستی کا غماز رہ چکا ہے متحدہ ہندوستان میں جاگیردارانہ نظام میں اقتصادی بدحالی کے ساتھ عیش پرستی بڑھی تو حساس طبیعت رکھنے والے اسے زبوں حالی کا احساس سمجھتے تھے:

> اس احساس کے نقوش بے یقینی، پست ہمتی، قناعتِ بے جا اور تصوف کی سرخوشی کی صورت میں لوحِ ادب پر ابھرے۔ اس دور کے ادب میں فراریت کا عنصر خود زندگی کی پستی اور اس

کے احساس کی غمازی کرتا ہے۔[۱۷]

"دھنک" غلام عباس کا ایک ایسا ناولٹ ہے جو نہ صرف اس کے فن کا نچوڑ ہے بلکہ اس کے فلسفیانہ اور سماجی نظریات کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ اس میں مصنف نے ایسے کردار تخلیق کیے ہیں جو معاشرتی جبر سے تنگ آکر ایک خیالی، مثالی، اور بے عیب دنیا کی جستجو میں نکلتے ہیں۔ یہ جستجو دراصل فراریت کی ایک صورت ہے، جو حقیقت سے نجات کی خواہش کو ظاہر کرتی ہے۔ ناولٹ کے مرکزی کردار ایک ایسی دنیا میں رہتے ہیں جہاں انھیں مختلف قسم کے دباؤ کا سامنا ہوتا ہے۔ غلام عباس نے دکھایا ہے کہ یہ دباؤ سیاسی، سماجی، اور نفسیاتی ہوسکتے ہیں، جو فرد کو ایک خیالی فضا میں جانے پر مجبور کرتے ہیں۔

غلام عباس کا قلم ان سماجی روایات اور جبر کی نشاندہی کرتا ہے جو فرد کی آزادی کو محدود کردیتے ہیں۔ جب کردار اس جبر سے آزاد نہیں ہو پاتے تو وہ اپنی الگ خیالی دنیا میں چلے جاتے ہیں، جہاں انہیں کم از کم ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے۔ دھنک میں بھی یہی رجحان نظر آتا ہے کہ حقیقت سے بھاگنے کا رجحان کیوں اور کیسے پیدا ہوتا ہے۔ سماجی روایات اور جبر کی نشان دہی کے ساتھ جدت سے نفرت کا عنصر بہرحال اس فراریت کا حصہ ضرور نظر آتا ہے۔ ایک جگہ پر اس صورتِ حال کو یوں رقم کیا گیا:

> مجلسِ شوریٰ نے سب سے پہلے اپنی توجہ اس امر پر مرکوز کی کہ پچھلی حکومت کے زیرِ اثر معاشرے کے رگ و پے میں مغربی تہذیب و تمدن کا جو زہر سرایت کر گیا ہے اس کو زائل کیا جائے۔ چنانچہ تمام انگریزی طور طریقے، لباس، آدابِ معاشرت یک قلم موقوف کر دیے گئے۔ بلکہ اس اقدام کو زیادہ موثر بنانے کے لیے "نہ رہے بانس نہ باجے بانسری" کے مصداق انگریزی زبان کی تحصیل ہی کو نصاب سے خارج کر دیا گیا۔[۱۸]

غلام عباس کا یہ ناولٹ ایک ایسے وقت میں لکھا گیا جب ملکی سیاست میں بڑی تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو دھنک کا ماحول ایک ایسے خواب کی مانند ہے، جہاں کردار ایک بہتر سماج کی جستجو میں مگن ہیں۔ یہاں مصنف کا اشارہ اس خواب کی جانب ہے جو ہر وہ معاشرہ دیکھتا ہے جو آزادی، خوشحالی، اور عدل پر یقین رکھتا ہے۔ مگر جب حقیقت میں یہ خواب پورا ہوتا دکھائی نہیں دیتا تو فرد یا تو جدوجہد کرتا ہے یا پھر خیالی دنیا میں پناہ لے لیتا ہے اور اس خیالی دنیا کا نقشہ کھینچ کر رکھ دینے والے کردار یوں کہتے ہیں:

کیا تم جاننا چاہتے ہو کہ ہم کیسی حکومت چاہتے ہیں؟ آؤ میں تمھیں اس کی ایک جھلک دکھاؤں۔ اس حکومت میں کوئی فقیر نہیں ہوگا کیوں کہ یہ حکومت خود اس کا مائی باپ ہوگی۔ زمین کا مالک اللہ اور صرف اللہ ہوگا۔ نہ مزارع ہوگا نہ زمیندار... اگر ایسی بادشاہت چاہتے ہو تو مسلمانو اس زور سے نعرہ تکبیر لگاؤ کہ ایوانِ کفر کے در و بام متزلزل ہو جائیں۔[۱۹]

فراریت کا ایک اور اہم پہلو نفسیاتی ہے۔ جب فرد کو اپنی خواہشات، امیدوں، اور خوابوں کے ٹوٹنے کا خدشہ ہوتا ہے، تو وہ اپنی ذہنی سکون کی خاطر ایک ایسی دنیا میں چلا جاتا ہے جہاں وہ اپنے مسائل سے وقتی طور پر بچ سکے۔ غلام عباس کے کردار بھی اسی کیفیت سے گزرتے ہیں۔ غلام عباس کا اسلوب حقیقت اور تمثیل کا حسین امتزاج ہے۔ وہ اپنے کرداروں کو ایسے مناظر میں پیش کرتے ہیں جہاں ان کے اندرونی احساسات اور بیرونی دنیا کے تضادات واضح نظر آتے ہیں۔ "دھنک" میں فراریت کو براہ راست پیش نہیں کیا گیا بلکہ علامتی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ علامتی طرزِ تحریر قاری کو مجبور کرتا ہے کہ وہ کرداروں کے رویے کے پس منظر میں جھانک کر دیکھے۔ اس کی ایک اہم مثال یہ ہے:

باری تعالیٰ نے انسان کو زمین پر خلیفہ بنا کر بھیجا اور یہ اختیار بخشا کہ جا وہاں جو جی میں آئے کرتا پھر۔ مگر انسان کا ناشکرا پن اور اس کی ہوس ملک گیری دیکھو کہ اسے زمین کی لامحدود وسعتیں اپنے اعمال و افعال کے لیے تنگ معلوم ہوئیں اور اس نے اپنے خالق ہی کے آستانہ خاص، اس کی آسمانی مملکت ہی پر جو چاند سورج اور ستاروں پر محیط ہے، غاصبانہ قبضہ جمانے کی ٹھان لی ہے...[۲۰]

یہ سوال کہ آیا فراریت مثبت ہے یا منفی، اس کا جواب مکمل طور پر سیاق و سباق پر منحصر ہے۔ اگرچہ فراریت کو عام طور پر ایک کمزور نفسیاتی ردعمل سمجھا جاتا ہے، مگر غلام عباس کے ناولٹ میں یہ صرف کمزوری کی علامت نہیں بلکہ ایک ایسے معاشرے کی عکاسی بھی ہے جو فرد کو حقیقت سے بھاگنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

اگر فراریت تخلیقی ہو، جیسا کہ ادب، فن، اور موسیقی کی دنیا میں نظر آتی ہے، تو یہ مثبت رجحان بن جاتی ہے۔ اگر یہ محض حقیقت سے منہ موڑنے کا ذریعہ ہو، تو یہ فرد کو حقیقت کا سامنا کرنے کے بجائے اسے مزید مایوسی میں مبتلا کر سکتی ہے۔

غلام عباس کے ناولٹ دھنک میں فراریت کا تصور محض ایک نفسیاتی یا ادبی عنصر نہیں بلکہ ایک گہرا سماجی اور سیاسی مفہوم رکھتا ہے۔ اس میں مصنف نے دکھایا ہے کہ جب معاشرتی، سیاسی، اور نفسیاتی دباؤ حد سے بڑھ جائے تو فرد اپنے بچاؤ کے لیے فراریت کا سہارا لیتا ہے۔ دھنک کے کردار نہ صرف ایک خیالی دنیا میں پناہ لیتے ہیں بلکہ ایک بہتر مستقبل کی جستجو بھی کرتے ہیں۔ یہ ناولٹ ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ کیا فراریت محض ایک وقتی حل ہے یا پھر یہ کسی بڑی تبدیلی کی شروعات ہو سکتی ہے؟

یہ مطالعہ غلام عباس کے ناولٹ دھنک کو ایک گہرے سماجی، سیاسی اور مذہبی پس منظر میں دیکھنے کی کوشش ہے۔ اس میں مذہبی شدت پسندی، جدیدیت کی مخالفت، اور حکومت کی ترقی پسندی کے درمیان تصادم کو بیان کیا گیا ہے۔

ناولٹ میں دکھایا گیا ہے کہ مذہب کو اقتدار، عوامی جذبات کو بھڑکانے، اور اپنی حکمرانی قائم کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، بجائے اس کے کہ اسے عوام کی فلاح و بہبود اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے استعمال کیا جائے۔ ہر نئی علمی، سائنسی، اور سماجی ترقی کو کفر یا بدعت کہہ کر مسترد کر دیا جاتا ہے، حالانکہ اسلام میں تحقیق اور ترقی کو اہمیت دی گئی ہے۔ مختلف مذہبی گروہ آپس میں دست و گریباں ہیں، ہر ایک خود کو حق پر اور دوسروں کو کافر قرار دیتا ہے، جو سماجی انتشار اور سیاسی عدم استحکام کا باعث بنتا ہے۔ حکومت کی ترقی پسند پالیسیوں کو غیر اسلامی قرار دے کر عوام کو حکومت کے خلاف بھڑکایا جاتا ہے، جس سے انتشار اور بغاوت کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ جذباتی تقاریر، مسلکی عصبیت، اور غیر مستند فتوے عوام کو حقائق سے دور کر کے فساد فی الارض کا سبب بنتے ہیں۔

پاکستان میں جاری تاریخی تسلسل: ناولٹ میں پیش کی گئی صورت حال آج بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے، جہاں مذہبی انتہا پسندی، سیاست میں مداخلت، اور ترقی کے راستے میں روایتی رکاوٹیں حائل کی جاتی ہیں۔

یہ ناولٹ محض ایک تخیلاتی تحریر نہیں بلکہ ہمارے سماج کی ایک تلخ حقیقت ہے جسے غلام عباس نے بڑی مہارت اور پیش بینی کے ساتھ قلمبند کیا ہے۔ اس میں دیے گئے اشارے آج کے حالات پر بھی صادق آتے ہیں اور ایک تنبیہہ فراہم کرتے ہیں کہ اگر معاشرہ تعصبات اور انتہا پسندی سے باہر نہ نکلا تو اس کا انجام بھیانک ہو سکتا ہے۔ خود مصنف ناولٹ نے اپنے خدشات کا اظہار بھی یوں کیا:

حکیم الامت علامہ اقبال کی تعلیمات کے زیرِ اثر میں نے خود کو کبھی کسی فرقے سے وابستہ نہیں

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

کیا۔ بلکہ ملتِ اسلامیہ کا ایک فرد سمجھا ہے۔ اپنی اس حیثیت سے میں نے ملت کے مستقبل کے بارے میں جو خدشات محسوس کیے، ان کا اظہار ایک افسانے کے پیرائے میں کیا ہے کہ یہی میرا فن ہے۔ حضرت علامہ اقبال نے غیر منقسم ہندوستان میں اہلِ وطن کی بے حسی، نا اتفاقی اور فرقہ بندی کے دیکھتے ہوئے انھیں خبر دار کیا تھا:

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو
تمھاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں[۱۸]

حواشی

۱۔ انور جمال، ادبی اصطلاحات (اشاعت پنجم)، اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن، ۲۰۱۹، ص ۱۷۰
۲۔ مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات (اردو جامع)، لاہور: فیروز سنز، ۲۰۰۵ء، ص ۱۴۱۵
۳۔ سید وضاحت حسین رضوی، اردو ناولٹ: ہیئت، اسالیب اور رجحانات، لکھنؤ: پرکاش پیکیجرس، ۲۰۱۴ء، ص ۶۳
۴۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال اردو (ضربِ کلیم)، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۴ء، ص ۵۷۵
۵۔ سویامانے یاسر، غلام عباس: سوانح و فن کا تحقیقی جائزہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء، ص ۱۰۹
۶۔ قرآن مجید، سورہ البقرہ سورہ ۲، آیات ۱۱۔ ۱۲
۷۔ قرآن مجید، سورہ المائدہ سورہ ۵، آیت ۱۰۴
۸۔ غلام عباس، دھنک، ناشر سجاد کامران، کراچی: انصاری پرنٹنگ پریس، ۱۹۶۹ء، ص ۱۵
۹۔ ایضاً، ص ۱۶
۱۰۔ ایضاً، ص ۲۳
۱۱۔ سویامانے یاسر، غلام عباس: سوانح و فن کا تحقیقی جائزہ، ص ۸
۱۲۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، عصرِ حاضر میں اسلامی فکر، لاہور: منشورات، ۲۰۰۲ء، ص ۱۰
۱۳۔ غلام عباس، دھنک، ص ۱۳
۱۴۔ محمد غیاث الدین، فرقہ واریت اور اردو ناول، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۵ء، ص ۲۳۹
۱۵۔ غلام عباس، دھنک، ص ۵۰
۱۶۔ ایضاً، ص ۴۷
۱۷۔ مسعود زاہدی، ترقی پسند ادب، مشمولہ ادبِ لطیف، سال نامہ، مکتبۂ اردو، لاہور، ۱۹۴۵ء، ص ۲۷
۱۸۔ غلام عباس، دھنک، ص ۲۶

۱۹۔ ایضاً، ص۲۲
۲۰۔ ایضاً ص۱۶
۲۱۔ ایضاً، ص۶

مآخذ

۱۔ اقبال، محمد، علامہ، کلیاتِ اقبال اردو (ضرب کلیم)، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۴ء
۲۔ جمال، انور، ادبی اصطلاحات، اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن، ۲۰۱۹ء، اشاعت پنجم
۳۔ رضوی، وضاحت حسین، سید، اردو ناولٹ: ہیئت، اسالیب اور رجحانات، لکھنؤ: پرکاش پیکیجرس، ۲۰۱۴ء
۴۔ صدیقی، نجات اللہ، ڈاکٹر، عصرِ حاضر میں اسلامی فکر، لاہور: منشورات، ۲۰۰۲ء
۵۔ عباس، غلام، دھنک، کراچی: سجاد کامران، انصاری پرنٹنگ پریس، ۱۹۶۹ء
۶۔ غیاث الدین، محمد، فرقہ واریت اور اردو ناول، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۵ء
۷۔ فیروزالدین، مولوی، فیروز اللغات (اردو جامع)، لاہور: فیروز سنز، ۲۰۰۵ء
۸۔ یاسر، سویامانے، غلام عباس: سوانح و فن کا تحقیقی جائزہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء

رسائل و جرائد

۱۔ ادبِ لطیف، سال نامہ، مکتبۂ اردو، لاہور، ۱۹۴۵ء

مصحف

۱۔ قرآن مجید، سورہ البقرہ سورہ۲، آیات ۱۱۔ ۱۲
۲۔ ـــــــ، سورہ المائدہ سورہ۵، آیت ۱۰۴

Bibliography:

1. Abbas, Ghualm, *Dhanak*, Karachi: Sajjad Kamran, Ansari Printing Press, 1969
2. Ferozuddin, Maulvi, *Ferozul Lughat* (Urdu Jamey), Lahore: Feroz Sons, 2005
3. Ghayas-ud-din, Muhammad, *Firqawariyat aur Urdu Novel*, Delhi: Educational Publishing House. 2005
4. Iqbal, Muhammad, Allama, *Kulliyat-e-Iqbal Urdu (Zarb-e-Kaleem)*, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2014
5. Jamal, Anwar, *Adabi Istelahat*, Islamabad: National Book Foundation, 2019

Bi-Annual URDU ❄ ISSN: 2519-6332 (Print)
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025 ISSN: 2708-1915 (Online)

6. Rizvi, Wazahat Hussain, Syed, *Urdu Novelet: Heyat, Asaleeb aur Rujhanat*, Lucknow: Parkash Packages, 2014
7. Siddiqui, Nijatullah, Dr., *Asr-e-Hazir mein Islami Fikr*, Lahore: Manshoorat, 2002
8. Yasir, So Yamaney, *Ghulam Abbas: Sawaney-o-Fan ka Tehqiqi Jaiza*, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1995

Magazine

1. Adab-e-Lateef, Annual Issue, Maktaba-e-Urdu, Lahore, 1945